سلسلہ اصلاحی مجالس

نماز کی اہمیت

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

سلسلہ اصلاحی مجالس

نماز کی اہمیت

حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

مکتبہ فہمِ دین (وقف)

❖ نام کتاب: نماز کی اہمیت

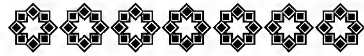
❖ وعظ: حضرت مولانا عبدالستار صاحب زید مجدہم

❖ تاریخِ طبع: رجب ۱۴۲۹ ہجری

❖ تعداد: ۱۱۰۰

❖ ناشر: مکتبہ فہمِ دین (وقف) ڈیفنس فیز ۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں



ملنے کا پتہ

مکتبہ فہمِ دین (وقف) نزد جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس فیز ۴۔ کراچی

فون: 021-4255122 - 2029184

www.fahmedeen.org

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (المؤمنون:٢،١)

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ٥ قَالُوْالَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾ (المدثر:٤٢، ٤٣)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةَ وَالزَّكٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ"

(ابن کثیر، ج ٤، ص ٣٧٤)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اللہ سے مناجات کا ذریعہ

میرے معزز مسلمان بزرگو اور عزیز بھائیوں اور امت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنوں!

اللہ رب العزت نے انسان کی طبیعت کے اندر اپنی محبت رکھی ہے اور جب اسے دنیا کے اندر بھیجا تو اس کی فطرت کے اندر اپنا تعارف اور اپنا تعلق ودیعت فرما دیا اور پھر اللہ رب العزت نے اس محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اسے ایسے

احکامات دیئے کہ جن سے اس کی محبت کی یہ چاشنی اور بڑھتی چلی جائے۔ یہ اللہ سے تعلق کے مزے لوٹتا رہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے ایک فریضہ ''فریضۂ نماز'' عطا فرمایا جو درحقیقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کا دوسرا نام ہے۔

آپ ﷺ معراج کے موقع پر جب نماز کا تحفہ لے کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست مناجات کا تحفہ مل گیا۔

نماز کی کیفیت

آپ ﷺ نے نماز کی کیفیت کے بارے میں فرمایا ہے:

''دوران نماز جب بندہ کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تو اللہ اس کے کلام کا جواب دیتا ہے '' حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ '' کہ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ پھر بندہ کہتا ہے ﴿ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ تو اللہ کہتا ہے ''اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ'' کہ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے۔ پھر بندہ کہتا ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ '' کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے۔ پھر بندہ کہتا ہے ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَاسَأَلَ'' کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے طلب کیا ہے۔ یوں جیسے جیسے بندہ پڑھتا رہتا ہے اللہ کی طرف سے جواب ملتا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اللہ سے غافل نہ ہو جائے۔''

(مسلم، باب وجوب قراۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ، ج ١، ص ١٦٩)

نماز عجیب دولت ہے

یہ نماز عجیب دولت ہے جو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے۔ اللہ

اس کا لطف نصیب فرمادے۔ تو پھر محبوب سے باتیں کرنے میں کون تھکا کرتا ہے، محبوب کی محبت میں، خلوت میں کون تھکا کرتا ہے۔ بسا اوقات ہمیں یہ بات سن کر تعجب ہوتا ہے کہ ایک آدمی ساری رات ہی نماز پڑھتا ہے اور اسی طرح رات گزارتا ہے، ہمیں حیرت ہوتی ہے اس لئے کہ ہمیں اس محبت اور نماز کا لطف ابھی تک نصیب نہیں ہوا۔ اگر وہ نصیب ہو جائے تو پھر تعجب نہیں ہوگا۔ آدمی کا کسی سے تعلق یا تو محبت کی وجہ سے ہوتا ہے یا اس کی عظمت کی وجہ سے ہوتا ہے اور ظاہر ہے جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اس کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنے میں مزہ آتا ہے۔ جس شخص کے لئے آدمی کے دل میں عظمت ہوتی ہے تو آدمی اس کے ساتھ بیٹھنے کو اپنے لئے سعادت اور فخر سمجھتا ہے۔ تو بندے کے اپنے اللہ کے ساتھ دونوں تعلق ہیں۔ محبت بھی ہے، عظمت بھی ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۶۵)

اور جو مومن ہیں ان کو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی قوی محبت ہے۔

حقیقت میں مومن تو ہے ہی وہ جو اپنے اللہ سے شدید تر محبت رکھتا ہے تو میرے عزیزو! اگر اس نماز کا لطف نصیب ہو جائے تو پھر آدمی نماز کے اندر رہنا ہی پسند کرتا ہے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ مومن بندے کو مسجد کے اندر ایسا لطف آتا ہے اور ایسی تازگی نصیب ہوتی ہے جیسی مچھلی کو دریا اور سمندر کے اندر تازگی ملتی ہے اور جس طرح مچھلی پانی سے نکلنے پر تڑپتی ہے اسی طرح مومن بندہ بھی اللہ سے جدائی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اس لئے میرے دوستو! یہ ایک فریضہ ہے۔ اللہ ہمیں اس کا لطف نصیب فرمادے۔

ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ

ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ نماز کی ادائیگی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ۸۰ سے زائد مقامات پر فرمایا ہے:

﴿اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ﴾ نماز قائم کرو۔

وہ شہنشاہ اور بادشاہ ہے اس کے لئے تو ایک مرتبہ ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ارے میاں نماز پڑھو لیکن وہ صرف بادشاہ نہیں ہے، صرف شہنشاہ نہیں ہے بلکہ وہ رحیم بھی ہے، رحمٰن بھی ہے، مہربان بھی ہے، حلیم بھی ہے۔ اس لئے اس اللہ نے اپنے بندے کو بار بار ایک ہی بات کہی مبادا کہیں میرا بندہ اس فریضہ سے غافل نہ ہو جائے لہٰذا بار بار ارشاد فرمایا کہ نماز قائم کرو، نماز قائم کرو۔

نماز کے بغیر اسلام کا تصور نہیں

جب مسلمان خیر کے زمانے میں تھے تو مسلمانوں میں نماز کی پابندی ایسی تھی کہ بے نمازی کو مسلمان تصور کرنا بھی مشکل ہوتا تھا اس لئے منافقین بھی اپنا نفاق چھپانے کے لئے نمازوں کا ایسا اہتمام کرتے تھے کہ وہ بھی نمازوں سے غیر حاضر نہ ہوتے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَاتِيَ الصَّلٰوةَ"

کہ ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلم کھلا منافق ہو وہ تو نماز سے رہ جاتا تھا (ورنہ حضور ﷺ کے زمانے میں عام منافقوں کو بھی جماعت چھوڑنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی) یا پھر وہ شخص جو انتہائی شدید مریض ہوتا تھا۔ اگر کوئی آدمی دو آدمیوں کے

سہارے گھسٹتا ہوا مسجد جاسکتا تھا تو وہ بھی نماز ادا کیا کرتا تھا۔

(الترغیب والترھیب، باب ترغیب فی الصلوۃ، ج۱،ص۳۶۰)

اتنا خیر کا زمانہ تھا اس لئے کہ بغیر نماز کے اسلام کا تصور بھی وہاں نہیں تھا، اس لئے منافقین کو بھی اپنا نفاق چھپانے کیلئے نماز کا اہتمام کرنا پڑتا تھا۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا صَلٰوۃَ لَہٗ"

جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں۔ (الترغیب والترھیب، ج۱،ص۳۸۱)

ایک اور مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ جِھَارًا" (الترغیب والترھیب، ج۱،ص۳۸۲)

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی گویا اس نے علانیہ کفر کا ارتکاب کیا۔

جو جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دے وہ اسلام کی سرحدوں کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ وعید اور کسی گناہ کے بارے میں ارشاد نہیں فرمائی حالانکہ زنا بہت بڑا گناہ ہے، شراب پینا بہت بڑا گناہ ہے لیکن میرے عزیزو اور میری مقدس ماؤں اور بہنوں! اللہ کی قسم! نماز کا چھوڑنا ان گناہوں سے بھی بڑا گناہ ہے لیکن چونکہ آج اس کی اہمیت نکل چکی ہے اس لئے اس کو کچھ بھی نہیں سمجھا جاتا۔

آج جب ازدواجی زندگی کے لئے رشتے کی تلاش کی جاتی ہے اور پتہ چل جائے کہ لڑکا شرابی ہے تو کہتے ہیں کہ اس کا کردار ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن اگر وہی لڑکا بے نمازی ہو تو کہتے ہیں چلو پھر بھی شریف تو ہے، نماز ہی نہیں پڑھتا بس، کردار کا تو اچھا ہے نا۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسلمانوں کے اندر سے بھی نماز کی عظمت نکل چکی ہے۔ کسی کے بارے میں پتہ چل جائے کہ وہ بدکار ہے تو رشتے رک جایا کرتے ہیں

اور رک جانے بھی چاہئیں لیکن اس بات کی طرف کسی کی نظر نہیں جاتی کہ وہ نمازی بھی ہے کہ نہیں۔ نماز بھی پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب معاشرے کے اندر کوئی گناہ کثرت کے ساتھ ہونے لگتا ہے تو لوگوں کے اندر سے اس گناہ کی گندگی کا احساس بھی نکل جاتا ہے۔

شریعت کے اصول اٹل ہیں

میرے دوستو! شریعت کے اصول تو اٹل ہیں۔ نماز کی اہمیت جو اسلام کے اندر ہے وہ تو قیامت تک رہے گی۔ مومن کی زندگی کے اندر نماز کی جو حیثیت ہے وہ تو قیامت تک رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"اِنَّ اَوَّلَ مَایُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ عَمَلِہٖ صَلٰوتُہٗ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِہٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِہٖ"

(الترغیب والترھیب، باب الترغیب فی صلوۃ الخمس، ج۱،ص۲۴۵)

"قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا اگر وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے نکلیں گے اگر نماز کے اندر کمی کوتاہی رہ گئی تو سارے اعمال کے اندر کمی کوتاہی رہ جائے گی۔"

نماز ایسا عظیم الشان عمل ہے کہ اس کے اہتمام اور حفاظت کی خاطر آپ ﷺ کی شریعت کے بہت سے احکامات میں ترامیم کردی گئیں، اس لئے کہ نماز کے بغیر آدمی کے ایمان کا تصور مشکل ہے لہٰذا عامۃ المسلمین کی سہولت کی خاطر ترامیم کردی گئیں۔

نماز کی اہمیت کی خاطر کی گئی ترامیم

نماز کی اہمیت اور حفاظت کی خاطر عام مسلمانوں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے

جوترامیم کی گئیں وہ درج ذیل ہیں۔

شریعت کا حکم ہے کہ اگر وضو نہیں کر سکتے تو تیمّم کرلو۔ اگر پانی استعمال نہیں کر سکتے تو مسح کرلو۔ اگر سفر کے اندر وقت بہت کم ہے تو دو رکعت ہی پڑھ لو۔ اگر کھڑے نہیں ہو سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لو۔ اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو اشارے سے ہی پڑھ لو۔ ساری ترامیم کر دیں لیکن فرمایا کہ مسلمان اور نماز یہ دونوں لازم اور ملزوم ہیں، ایمان اور نماز لازم ملزوم ہیں اس لئے کہ نماز کے بغیر ایمان کا تصور نہیں، اسلام کا تصور نہیں۔ اس لئے کسی حال میں بھی اس کے ترک کرنے کی اجازت مرحمت نہیں فرمائی بلکہ مزید فرمایا کہ نمازیں تو اسی کی قبول ہوں گی جو زندگی میں چھوٹ جانے والی نمازوں کو ادا کرنا شروع کر دے اور اپنی وصیت لکھ دے کہ

''میری زندگی کی اتنی نمازیں باقی ہیں اور میں نے اس سال سے اپنی قضاء نمازیں پڑھنی شروع کر دی ہیں اور اگر میں دنیا سے چلا گیا تو میرے مر جانے کے بعد میری وراثت سے سب سے پہلے میری نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے۔''

ایسا کرنا اس پر واجب ہے، اگر یہ نہ کیا اور نمازیں رہ گئیں تو پھر اللہ کے ہاں مجرم شمار ہوگا اور اگر قضا نمازیں بھی پڑھنا شروع کر دیں اور وصیت بھی لکھ دی تو پھر اللہ کی ذات سے بھرپور امید ہے، اللہ کی رحمت سے بھرپور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آسانی کا معاملہ فرمائیں گے لیکن شریعت نے یہ حکم دیا ہے اس لئے ایسا کرنا ضروری ہے کیونکہ نماز کے بغیر اسلام کا تصور نہیں ہے، نماز کے بغیر اسلام ختم ہو جاتا ہے۔

نماز نہ پڑھنے پر وعید

اللہ رب العزت قرآن مجید میں جہنمیوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے

ہیں کہ اہلِ جہنم سے پوچھا جائے گا کہ

﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴾ (سورۃ المدثر:۴۲)

کہ تم جہنم میں کیوں پڑے ہو؟

تو وہ کہیں گے:

﴿ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ (سورۃ المدثر:۴۳)

ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

جہنم والے کہیں گے کہ چونکہ ہم نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے لہٰذا اس جرم میں ہمیں دوزخ میں ڈال دیا گیا ہے۔کل قیامت میں اللہ رب العزت میدان حشر میں انسانوں کو سجدے کا حکم دیں گے تو کچھ لوگوں کی پشتیں تخت کی طرح سیدھی ہو جائیں گی (اکڑ جائیں گی) اور محشر کے میدان کے اندر ساری مخلوق کے سامنے ان کی رسوائی ہوگی۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تم سجدہ کیوں نہیں کر رہے ہو؟ تو ان کا جواب ہوگا کہ ہم دنیا میں اللہ کے سامنے جھکنے کے عادی نہیں تھے اس لئے آج ہمیں جھکنے سے محروم کر دیا گیا ہے تو جو دنیا میں اللہ کے سامنے نہیں جھکے گا وہ آخرت میں بھی اللہ کے سامنے نہیں جھک سکے گا۔

والدین کی ذمہ داری

تو میرے عزیزو! اسلام میں ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ نماز کا ہے، اب اس کا اہتمام اسلام نے یوں کرایا کہ جب ماں باپ کو یہ حکم دیا کہ اپنی اولاد کی تربیت کا خیال رکھو تو انہیں اس بات کی بھی تلقین فرمائی کہ بچپن سے ہی اپنے بچے کو نماز کا عادی بناؤ، بچپن ہی سے اسے نماز کی پابندی کراؤ تاکہ بعد میں اس کے لئے نماز کی پابندی

کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

"مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشَرَ سِنِیْنَ" (ابوداؤد، باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ، ج۱، ص۸۲)

اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز ادا کرنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں اور نماز (ادا نہ کریں) تو ان کی پٹائی کیا کرو۔

یعنی سات، آٹھ سال کی عمر میں اولاد کو نماز پڑھنے کی ترغیب دو اور اگر ۱۰ سال کی عمر میں بھی وہ نماز نہ پڑھے تو اسے تنبیہ کرو۔ اگر چہ اب تک یہ بچے بالغ نہیں ہیں، مکلّف نہیں ہیں پھر بھی اتنا اہتمام کروایا جارہا ہے اس لئے کہ بلوغت کے بعد اگر ان کی نماز رہ گئی تو ان کا رشتہ اسلام سے ٹوٹ جائے گا۔ ایسی عادت بنادو اور ان کے دل ودماغ میں نماز کی عظمت بٹھادو تاکہ بلوغت کے بعد ان کی نماز ضائع نہ ہو۔

حضور ﷺ کی آخری نصیحت

آپ ﷺ جب دنیا سے جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ کوئی تھال لے کر آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھال لے کر آئے تو حضور نے ان سے کچھ ارشاد فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا توجہ سے سنا تو آپ ﷺ فرما رہے تھے:

"اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُم"

(سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ، ص۱۱۷)

تم لوگوں پر نماز اور ماتحتوں (کے حقوق) کا خیال لازم ہے۔

اب اہمیت دیکھئے کہ دنیا سے جاتے جاتے کس چیز کی نشاندہی فرمائی کہ ارے تم

نماز کا اہتمام کرنا اور اپنے ماتحتوں کے حقوق کا خیال رکھنا۔ زندگی کی آخری سانسوں میں بھی نبی کریم ﷺ نے یہی فرمایا کہ

"اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُم"

(ابن ماجہ، باب ما جاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ، ص۱۱۷)

تم لوگوں پر نماز اور ماتحتوں (کے حقوق) کا خیال لازم ہے۔

نبی پاک ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری سانسوں میں بھی یہ بتادیا کہ اللہ کے حقوق میں سب سے اہم ترین حق نماز کا ہے اور بندوں کے حقوق میں سب سے اہم ترین حق ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک ہے۔ اس امت میں سب سے زیادہ جن حقوق میں کوتاہی آئے گی وہ یہی دو حقوق ہیں کہ نماز کو ضائع کیا جائے گا اور ماتحتوں کے حقوق پامال کئے جائیں گے، اس لئے فرمایا کہ ان کا خوب اہتمام کرنا۔ جب تک ان حقوق کا اہتمام رہے گا تب تک معاملات ٹھیک رہیں گے اور جب ان کا اہتمام ختم ہوجائے گا تو خرابیوں کا آغاز ہوجائے گا۔

نماز برائی سے روکتی ہے

اس لئے میرے دوستو! جسے اللہ رب العزت نماز کی حقیقت نصیب فرمادے قسم خدا کی اس کی پوری زندگی دین داری والی بن سکتی ہے بشرطیکہ اللہ اس کو حقیقت نصیب فرمادے اس لئے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بیان فرمائی ہے۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾
(العنکبوت:۴۵)

بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

جیسے پانی اور آگ کا کوئی جوڑ نہیں ہے اسی طرح گناہ اور نماز کا کوئی جوڑ نہیں ہے اور اسی طرح فرمانبرداری اور نافرمانی والی زندگی میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ اگر کسی کی زندگی میں گناہ موجود ہیں تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی نماز میں کمی ہے ورنہ نماز کی تاثیر اصل میں ہے ہی یہی کہ نماز آدمی گناہوں سے دور کر دیتی ہے۔ جیسے سالہا سال گزر چکے ہیں نمک کی تاثیر میں کوئی فرق نہیں آیا، مرچوں کی تاثیر میں کوئی فرق نہیں آیا۔ نہ نمک کا نمکین پن ختم ہوا اور نہ مرچوں کی کڑواہٹ ختم ہوئی تو اللہ کے کلام نے نماز کی جو تاثیر بتائی ہے وہ کیسے بدل سکتی ہے؟ کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ ہاں اگر مرچوں کے ساتھ کچھ اور ملا دیا جائے تو پھر ہو سکتا ہے کہ ان کی کڑواہٹ میں فرق آجائے، نمک کے ساتھ کچھ اور ملا دیا جائے تو ان کی تاثیر بدل سکتی ہے۔ اسی طرح میرے دوستو! اگر نماز کے اندر اللہ کا ذکر باقی نہ رہے، غفلت آجائے تو ہو سکتا ہے کہ ایسی نماز کی وہ تاثیر نہ ہو جو اللہ نے بتائی ہے لیکن حقیقت میں نماز کی یہ تاثیر ضرور ہے کہ نماز کا عادی کسی گناہ میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

نماز کی حقیقت

ایک نوجوان انصاری آپ ﷺ کے پاس آئے تو ایک صحابی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ نماز بھی پڑھتا ہے اور فلاں کام بھی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رہنے دو اس کی نماز عنقریب اسے تمام گناہوں سے روک دے گی۔ اگر نماز کی حقیقت نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پوری زندگی اسلام کے سانچے والی نصیب فرما دیتے ہیں۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (المؤمنون:۱،۲)

درحقیقت ان مسلمانوں نے آخرت میں فلاح (کامیابی) پائی جو اپنی نماز میں

خشوع کرنے والے ہیں۔

تو میرے دوستو! پہلی چیز یہ ہے کہ ہمارے دل و دماغ میں نماز کی اہمیت آجائے۔ آج مسلمان نماز پڑھتا ہے صرف جمعہ کی یا کوئی زیادہ ہی نمازی ہے تو وہ چار وقت کی نماز پڑھ لیتا ہے۔ میرے دوستو! یہ بات تلخ لگے گی لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ نے فرمائی ہے کہ فجر کی نماز میں سستی کرنا ایمان والوں کی شان نہیں ہے۔ یہ نفاق کی علامت ہے، فجر کی نماز میں سستی کرنے والے آدمی کے دل پر کہیں زنگ موجود ہے جس کی وجہ سے فجر میں سستی ہو رہی ہے۔

شیطان کا دوست کون؟

ایک اللہ والے کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں انہیں شیطان مل گیا تو انہوں نے شیطان سے پوچھا: بتا میں تیرا کیسے بن سکتا ہوں؟ تو شیطان نے کہا: نماز میں سستی کر لے اور جھوٹی قسمیں کھا لے تو تو میرا بن جائے گا۔ اس اللہ والے نے قسم کھائی کہ آج کے بعد ان دونوں چیزوں کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ یہ سن کر شیطان نے بھی قسم کھائی کہ میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ ابن آدم کو کبھی سچ نہیں بتاؤں گا۔ جب نماز میں سستی ہوگی، کاہلی ہوگی تو شیطان غالب ہو جائے گا۔

نماز کا اہتمام کریں

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر کوئی زیادہ اہتمام بھی کرتا ہے تو وہ بھی چار وقت کا اور اگر کوئی اس سے بھی زیادہ اہتمام کر لے یعنی پانچ وقت کی پڑھنا شروع کر دے تو (مردوں کی بات عرض کر رہا ہوں) اس کے ہاں بھی جماعت کا اہتمام نہیں ہے اور اگر

کوئی جماعت کا اہتمام بھی کرلے تو بڑی بات ہے۔ اب تو مسلمانوں کے اندر سے صف اول کی عظمت نکل ہی چکی ہے۔ پہلے مسلمان کی دین داری کی پہچان اس سے ہوتی تھی کہ وہ تکبیر اولیٰ میں کتنا شریک ہوتا ہے۔ صف اول میں کتنی نمازیں پڑھتا ہے؟ یہ پہچان ہوتی تھی۔ عورتوں کا معاملہ یہ ہے کہ نماز کو ٹال کر پڑھتی ہیں حالانکہ عورت کے لئے نماز کا بہترین وقت یہ ہے کہ اذان ہوتے ہی نماز کا اہتمام شروع ہو جائے یہ افضل ترین وقت ہے کہ عورت اذان ہوتے ہی نماز کا اہتمام شروع کردے۔

میرے عزیز دوستو! میں عرض کر رہا ہوں کہ اب جب نماز ہی کی اہمیت نہیں رہی تو اس کے دیگر فضائل کی اہمیت کہاں؟ جو تھوڑے بہت نمازی ہیں بھی تو ان کے ہاں جماعت کا اہتمام نہیں ہے اور جن کے ہاں کسی قدر جماعت کا اہتمام ہے ان کے ہاں تکبیر اولیٰ کا اہتمام نہیں ہے۔

حضرت سعید ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کا اہتمام صلوۃ

حضرت سعید ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ صحابی نہیں ہیں، اللہ کے ولی ہیں۔ فرمایا کرتے تھے: میری زندگی کے چالیس سال ایسے گزرے ہیں کہ اذان بعد میں ہوتی اور میں پہلے سے مسجد میں موجود ہوتا۔ (الحمد للہ)

اللہ کی عبادت میں امیری ہے

ارے ان کے بھی بچے ہوتے تھے، زندگی کی مصروفیات ان کی بھی ہوتی تھیں لیکن انہیں اللہ کے اس قول کا یقین تھا کہ

"تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَاءُ صَدْرَکَ غِنًی وَاَسُدَّفَقْرَکَ"

(سنن ابن ماجہ، باب الھم بالدنیا، ص۳۰۲)

ارے! تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو جا، میں تیرے سینے کو غنیٰ سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کے سارے دروازے بند کر دوں گا۔

کیا پیاری بات فرمائی ہے اللہ نے! ارے بندے! تو اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ تو کر، پھر دیکھ میرا سلوک۔ میں تیرے سینے کو غنیٰ سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کے سارے دروازے بند کر دوں گا۔

آج لوگ نسخے پڑھتے ہیں، وظیفے پڑھتے ہیں، مانتے ہیں کہ بندش ہوگئی ہے۔ ارے اللہ کہہ رہا ہے کہ بندش کے کھلوانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے احکامات کو پورا کرنے کے لئے تیار رکھو، فارغ رکھو تو میں تمہارے اوپر فقر کے سب راستے بند کر دوں گا۔ اور یہ بھی سن لو کہ

"وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَلَأْتُ صَدْرَکَ شُغْلاً وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَکَ"

(سنن ابن ماجہ، باب الھم بالدنیا، ص۳۰۲)

اگر تم نے اپنے آپ کو اللہ کی عبادت کے لئے فارغ نہیں کیا تو میں تمہاری زندگی کو مشغولیت سے بھر دوں گا اور تمہارا فقر بھی بند نہیں کرونگا۔

ہاں پھر زندگی ایسی مشغول ہو جائے گی کہ وقت ہی نہیں ملے گا، فرصت ہی نہیں ملے گی۔ آج مسلمان کہتا ہے کہ نماز پڑھنے کا وقت نہیں ملا۔ ارے! تو پیدا کس لئے ہوا ہے؟ تیری زندگی کا مقصد کیا ہے کہ تجھے نماز کے لئے وقت نہیں ملتا؟ کیا یہ مسلمان اللہ کے ہاں بھی یہی جواب دے سکے گا؟ فرمایا: اگر تم میری عبادت کے لئے وقت نہیں نکالو گے تو میں تمہاری مشغولیت کو بڑھا دوں گا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تمہارے فقر کے دروازے تم پر بند نہیں کروں گا۔ حرص و ہوس سے تمہارا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا،

تمہارے فقر کے دروازے کبھی بند نہیں ہوں گے، تم ہمیشہ فقیر ہی رہو گے۔

اولیاء اللہ کا اہتمامِ نماز

تو حضرت سعید ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ الحمد للہ زندگی کے چالیس سال اللہ نے ایسے نصیب فرمادیئے کہ اذان بعد میں ہوتی اور میں مسجد میں پہلے سے موجود ہوتا۔ مائیں اور بہنیں یہ اہتمام کرسکتی ہیں کہ اذان سے پہلے ان کی نماز کی تیاری مکمل ہو۔ اذان سے پہلے مصلے پر بیٹھی ہوں۔

ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک مرتبہ دار العلوم دیوبند کے اندر سالانہ جلسہ تھا۔ حضرت وضو فرما کر جب نماز کے لئے مسجد کی طرف تشریف لانے لگے تو مصافحے کے لئے لوگوں کا رش ہوگیا تو حضرت کے صف تک پہنچتے پہنچتے نماز شروع ہوگئی اور آپ پہلی رکعت میں شامل ہوگئے۔ نماز سے فارغ ہو کر خلاف معمول خاموشی سے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ دیکھنے والے کو محسوس ہوتا تھا کہ آپ کسی وجہ سے انتہائی مغموم ہیں۔ کچھ حضرات آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حضرت آپ کیوں غمگین بیٹھے ہیں؟ فرمایا:

"آج ۲۳ سال کے بعد تکبیر اولیٰ رہ گئی ہے۔"

میں قرن اول کی بات نہیں کررہا بلکہ اس زمانے کے لوگوں کی بات کررہا ہوں۔ اب بھی کچھ خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں اللہ رب العزت سالہا سال تکبیر اولیٰ کے اہتمام کی توفیق نصیب فرماتا ہے لیکن چونکہ آج ان چیزوں کی اہمیت نہیں رہی ہے اس لئے اہتمام بھی مشکل ہورہا ہے۔

تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنے کی فضیلت

تو میرے دوستو! جماعت کا بھی اہتمام ہو، صف اول کا بھی اہتمام ہو، تکبیر اولیٰ کا بھی اہتمام ہو۔ تکبیر اولیٰ کے اہتمام کے بہت سارے فضائل احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَائَتَانِ بَرَآءَۃٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاۃٌ مِنَ النِّفَاقِ"

"جو شخص چالیس دن تک اس طرح نماز پڑھے کہ اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اللہ رب العزت اسے دو پروانے عطا فرماتے ہیں ایک جہنم سے چھٹکارے کا اور ایک نفاق سے برأت (آزادی) کا۔" (ترمذی، باب ماجاء فی فضل تکبیرۃ الاولی، ج ۱، ص ۵۶)

نماز میں اصل چیز خشوع ہے

میرے دوستو! سب سے بڑھ کر نماز کا خشوع ہے۔ ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے۔ ایک تو یہ ظاہری اعمال ہیں کہ یوں ثناء پڑھنی ہے، یوں فاتحہ پڑھنی ہے، یوں قرأت کرنی ہے، یوں قیام کرنا ہے، یوں رکوع کرنا ہے، یہ نماز کا ظاہر ہے۔ اور ایک نماز کا باطن ہے جو اس کا خشوع ہے کہ دل اللہ کی طرف متوجہ رہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ﴾ (العنکبوت: ۴۵)

اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

یہ نماز گناہ سے کیوں روکتی ہے؟ اس لئے کہ اس میں اللہ کی یاد ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ نماز اللہ کی یاد والی ہو تب ہی تو برائیوں سے روکے گی۔ اگر میں اپنی

زندگی کا جائزہ لوں تو شاید مجھے اپنی زندگی میں ایک رکعت بھی ایسے نہ ملے جس میں شروع سے آخر تک میرا دھیان اللہ کی طرف ہو۔

ارے میرے عزیزو! وہ تو رب کریم ہے کہ اتنی غفلت کے ساتھ اس کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں پھر بھی وہ بلا لیا کرتا ہے، دھتکارتا نہیں ہے۔ دنیا کے کسی انسان سے آپ غفلت کی حالت میں ملیں تو آپ کو دوبارہ اپنی محفل اور مجلس میں آنے کی اجازت نہیں دے گا۔ کہے گا کہ میاں ملنے مجھ سے آتے ہو اور توجہ کہیں اور ہوتی ہے۔ میاں بات مجھ سے کرنے آتے ہو، رخ تمہارا کہیں اور ہوتا ہے۔ لیکن وہ تو رحیم رب ہے، کریم ہے کہ آج نہیں تو کل ٹھیک ہو جائے گا، پرسوں توجہ کر لے گا۔ ہماری لاپرواہی کے باوجود پھر بھی ہمیں بلاتا رہتا ہے۔

نماز میں خشوع مطلوب ہے

لیکن میرے دوستو! جو مطلوب ہے وہ خشوع بھری نماز ہے کہ کوشش یہ ہو کہ میری نماز کے اندر خشوع ہو، اول تا آخر اللہ کی طرف دھیان ہو۔ اس کے لئے مشق ہے۔ ہم بچپن سے ایک ہی رخ پر نماز پڑھ رہے ہیں۔

آج ہر انسان تمام اشیاء میں بڑھیا اور اعلیٰ چیز کی تلاش میں ہے۔ پھل لینے جائے گا تو کوشش ہوگی کہ کیلا بڑھیا ہو، سیب بڑھیا ہو، آم بڑھیا ہو تو اسے خریدا جائے، اسی طرح دیگر اشیاءِ زندگی میں بھی بڑھیا چیزیں تلاش کرتا ہے۔ گاڑی بڑھیا ہو، گھر بڑھیا ہو، ملازمت بڑھیا ہو، ارے میرے عزیزو! نماز بڑھیا ہو جائے اس کی بھی تو فکر ہو۔ ہر چیز کے بڑھیا ہونے کی فکر ہے، اگر نہیں فکر تو نماز کے بڑھیا ہونے کی فکر نہیں۔

تو میرے دوستو! اس کی بھی فکر ہو کہ اللہ ہمیں بڑھیا نماز نصیب فرما دے۔

خشوع پیدا کرنے کے طریقے

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے اندر خشوع پیدا کرنے کی چند ہدایات لکھی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو یہ دھیان کرو کہ کس کے سامنے کھڑے ہو رہے ہو؟ اصل میں آج ہم بے خیالی میں نیت باندھتے ہیں اور جو کچھ پڑھتے ہیں سب کا سب بے خیالی میں پڑھتے ہیں۔ بسا اوقات زبان پر خود بخود ایک سورت آجاتی ہے جسے ہم بار بار رکعتوں میں پڑھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بے خیالی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیت کرنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ کس کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے آرہے ہیں؟

حضرت علی ؓ جب وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ بدل جاتا اور کہتے کہ اللہ کے دربار میں حاضری کا وقت ہے۔ شہنشاہ کے دربار میں جارہا ہوں۔ نہ جانے معاملہ کیا ہوگا؟ اس لئے میرے عزیزو! اس بات کا دھیان ہو کہ کس دربار میں جارہا ہوں۔ دیکھئے نا! جس سے محبت ہوتی ہے، جس کی عظمت دل میں ہوتی ہے اس سے ملاقات کے لئے جانے سے پہلے تیاری کی جاتی ہے اور تیاری کرنے میں بڑا اہتمام کیا جاتا ہے تو شریعت نے بھی اہتمام کرایا ہے کہ نماز سے پہلے اچھے طریقے سے وضو کر لو۔ جس کا وضو بڑھیا ہوگا تو ان شاء اللہ اس کی نماز بھی بڑھیا ہوگی۔

اس لئے وضو بھی دھیان سے ہو۔ یہ بات ذہن میں ہو کہ کیا کر رہے ہو؟ کیوں کر رہے ہو؟ یہ اعضاء کیوں دھو رہے ہو؟ اس لئے کہ اللہ کے دربار میں حاضری کا

وقت ہے اور اللہ کو صفائی پسند ہے۔ جب مسلمان وضو کر رہا ہوتا ہے تو جسم کے اعضاء کو دھوتے ہوئے جسم کے ہر ہر عضو سے باطنی گندگی کو بھی دور کرنے کی نیت کر رہا ہوتا ہے۔ ہاتھ دھو رہا ہوتا ہے تو باطنی گندگی کے ازالے کی بھی نیت کر رہا ہوتا ہے۔ چہرے کو دھوتا ہے تو چہرے سے نکلنے والے گناہوں کی گندگی کے ازالے کی بھی نیت کرتا ہے ، پاؤں دھو رہا ہوتا ہے تو پاؤں سے نکلنے والے گناہوں کی گندگی کے ازالے کی بھی نیت کر رہا ہوتا ہے۔ یوں ظاہری صفائی بھی نصیب ہوتی ہے اور باطنی صفائی بھی نصیب ہوتی ہے۔

اسی کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ وضو کرتا ہے تو

" غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ " (سنن ابن ماجہ، باب ثواب الطہور، ص۲۵)

اس کے تمام پچھلے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہوں کو دھو دیتا ہے لیکن اس کے لئے وضو بھی اس نیت سے اور استحضار کے ساتھ ہونا چاہئے۔ جتنا جامع اور کامل وضو ہوگا، دھیان کے ساتھ ہوگا اتنا ہی نماز میں فائدہ ہوگا۔ اور جب آدمی وضو کر لیتا ہے تو اس کے بعد پڑھنے کے لئے آپ ﷺ نے ایک دعا سکھائی ہے:

" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ "

(ترمذی، باب ماجاء بعد الوضوء، ج۱، ص۱۸)

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے اور پاک صاف رہنے والوں میں سے بنا دے۔

(سبحان اللہ) کیا پیاری دعا ہے اگر یہی دعا قبول ہو جائے تو کام بن جائے کہ اے اللہ! مجھے اپنی ذات کی طرف رجوع کرنے والوں شامل فرما دے اور مجھے ظاہری اور

باطنی پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما دے، جو شخص اتنی پاکیزگی کے ساتھ اللہ کے دربار میں آئے گا تو اس کی نماز میں جامعیت ضرور آئے گی۔

یہی وجہ ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور وضو کرنے کے بعد اس کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تھی۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر اسے فرمایا کہ دوبارہ وضو کرو۔ اس نے دوبارہ وضو کیا، دوبارہ وضو کے بعد بھی اسی حالت میں آیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ دوبارہ وضو کرو۔ وہ تیسری بار اسی حالت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو اسی طریقے سے وضو کرنا جانتا ہوں، اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو بتا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لو حالانکہ شلوار ٹخنوں سے نیچے کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا مگر آپ ﷺ اس وجہ سے اسے دوبارہ وضو کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اس لئے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور وضو کے بعد اور نماز سے پہلے کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا اس کبیرہ کی نحوست کی وجہ سے نماز کی نورانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کوشش کی جائے کہ وضو کے بعد ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ اور صاف ہی رہا جائے تاکہ جب اللہ کے دربار میں حاضری دی جائے تو نماز کی تجلیات کو مکمل طریقے سے حاصل کیا جا سکے۔

گناہ سے نورانیت ختم ہو جاتی ہے

ہاں میرے عزیزو! کبیرہ کے ارتکاب سے اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا لیکن وضو کی نورانیت بھی باقی نہیں رہتی۔ ایک آدمی گھر سے وضو کر کے آ رہا ہے اور اس کی نگاہیں آزاد ہیں تو وضو تو نہیں ٹوٹے گا لیکن وضو کی نورانیت سے محروم ہو جائے گا۔ مسجد میں آنے کے بعد کھڑے ہو کر جو مناجات کر رہا ہے ان کی نورانیت سے محروم ہو جائے گا

کیونکہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر کے آرہا ہے۔

مسجد جانے کے فضیلت

جو شخص گھر سے وضو کر کے نماز کی نیت سے نکلے اور گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے چلے تو ایک قدم اٹھانے پر اللہ کی طرف سے اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہوتا چلا جائے گا۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ لَایَنْهَزُهُ اِلَّاالصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خَطْوَةً اِلَّارَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَادَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ" (سنن ابن ماجہ، باب ثواب الطھور، ص۲۴)

"جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف آئے (اور) مسجد کی طرف آنے کا مقصد صرف نماز کی ادائیگی ہو تو اس کے ہر قدم پر اللہ رب العزت اس کا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور ایک خطا معاف فرما دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔"

تو میرے عزیز دوستو! اگر اللہ نے ہمیں نماز کی توفیق نصیب فرمائی ہے تو ہم اسے بڑھیا بنائیں، دھیان جمائیں اور یہ سوچیں کہ میں کس کے دربار میں جا رہا ہوں؟ میرا اللہ میرے کلام کا جواب دے رہا ہے۔

اللہ کے سب سے زیادہ قریب کون؟

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ قرب جو بندے کو اپنے خالق سے حاصل ہوتا ہے وہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے تو جب بندے کو نماز میں لطف آنے لگتا

ہے تو پھر اسے ایسا لگتا ہے جیسے چھوٹا معصوم بچہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھ لیتا ہے۔ یہ بھی ایسا محسوس کرتا ہے جیسے اس نے اللہ کی گود میں سر رکھ دیا ہے اور سر رکھنے کے بعد اٹھانے کا جی نہیں چاہتا، اس لئے آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو لگتا کہ کھڑے ہی رہیں گے اور رکوع میں جاتے تو دیر تک رکوع میں ہی رہتے۔ سجدے میں جاتے تو بہت دیر تک سجدے ہی میں رہتے۔ انہیں یہ چیز حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ساری امت کی نمازیں ایک طرف، نبی ﷺ کی دو رکعتیں ایک طرف۔ تو ساری امت کی نمازوں پر آپ ﷺ کی دو رکعت نماز بھاری ہے۔

ہر نماز کا اپنا ایک وزن ہوتا ہے، اس کے اندر کوئی جتنا وزن پیدا کر لے اور جتنا بڑھیا بنا لے۔ جس قدر محنت کرے گا اسی قدر اس کی نماز عمدہ ہوتی چلی جائے گی۔

توجہ بڑھانے کا ایک طریقہ

تو میرے دوستو! ہم اپنی نمازوں کو بڑھیا بنائیں، ان کے اندر خشوع ہو اور ایک یہ کہ جب ہم نوافل اور سنتیں پڑھیں اور خواتین جب فرائض پڑھیں تو اتنی آواز سے پڑھیں کہ اپنے کانوں تک آواز آجائے۔ مرد تو جب امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو نہیں پڑھتے لیکن عورتیں فرض، نفل، سنت سب میں اور مرد جب سنت اور نفل پڑھے تو اتنے زور سے پڑھے کہ اپنے کانوں کو سنوائے لیکن اس بات کا بھی خیال ہو کہ ساتھ والا نہ سن سکے۔ صرف اس کے اپنے کان سنیں قریب کھڑے ہوئے کو بھی آواز نہ جائے اس سے اس کی نماز خراب ہو گی اور آپ کی نماز بھی خراب ہو گی۔ صرف اپنے کانوں کو سنائیں تو اس سے یہ ہو گا کہ توجہ ایک طرف رہے گی۔

نماز کے معانی بھی یاد کریں

اللہ کے سامنے جو کچھ پڑھ رہے ہیں کم از کم اس کا معنی ومفہوم یاد ہونا چاہئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ نماز کی ساری تسبیحات واذ کار کا ترجمہ اور مفہوم معلوم ہونا چاہئے۔

ارے! جب سب ہی چیزوں کے ترجمے یاد ہیں تو اللہ کے کلام کا ترجمہ کیوں یاد نہیں ہے؟ سورہ فاتحہ کا ترجمہ تو یاد ہونا چاہئے تا کہ معلوم ہو کہ اللہ کے سامنے کیا مناجات ہو رہی ہے؟ اللہ سے بار بار کیا مانگا جا رہا ہے؟ اس طرح میرے دوستو! جب شروع میں اللہ کی طرف دھیان بھی قائم کر لیں، نماز کے معانی اور مفہوم کو بھی یاد کر لیں اور اتنا زور سے بھی پڑھیں کہ کانوں کو سنائی بھی دے اور پھر اس کے بعد آخر میں اللہ سے گڑ گڑا کر اس کی قبولیت کی دعا کریں اور ساتھ ساتھ اللہ سے نماز کا خشوع مانگیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خصوصی معاملہ فرمائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ کی تعمیر کے عظیم الشان عمل سے فارغ ہو گئے تو اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگی:

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ (البقرۃ:۱۲۷)

اے ہمارے پروردگار! (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں۔

اے اللہ! آپ قبول فرمالیں۔ مجھ سے جو بن پاتا تھا وہ میں نے کر دیا۔ اب معاملہ آپ کے سپرد ہے، آپ قبول کر لیں۔ آپ میری فریاد بھی سن رہے ہیں، آپ

میرے دل کے بھیدوں اور ارادوں سے بھی واقف ہیں کہ میں نے یہ عمل کیوں کیا؟

تو میرے عزیزو! ہر کام کی ابتدا اور اختتام پر اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا مانگیں خصوصاً نماز کے بعد اس کی قبولیت کی دعا مانگیں اور پھر اپنی زندگی میں اس کے اثرات دیکھیں۔

آپ ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری سانسوں میں یہ وصیت فرمائی کہ تم نماز کا اہتمام کرو۔ اس لئے میرے عزیزو! اپنی اولاد کو بھی نماز کا عادی بنائیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ﴾ (طٰہٰ:۱۳۲)

اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔

اگرچہ اس میں مخاطب آپ ﷺ ہیں لیکن اصل خطاب امت سے ہے کہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس پر جم جاؤ، تب تمہاری بات مؤثر ہوگی۔

حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں:

﴿ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ﴾ (لقمان:۱۷)

اے میرے بیٹے! نماز کو قائم کرو۔

دانا باپ اپنی سعادت مند اولاد کو یہ وصیت کر رہا ہے کہ بیٹے! نماز کا اہتمام کرنا اور اسے قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔

بچوں کو بھی نماز کا عادی بنائیں

اس لئے میرے عزیزو! اپنے بچوں کو نماز کا عادی بنائیں، اپنی اولاد کو نماز کا

عادی بنائیں۔کوشش کریں کہ ہماری اولاد کی نماز ضائع نہ ہو،ان کی نمازوں کی نگرانی کیا کریں۔یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے۔ارے جب گھروں کے اندر بے نمازی ہوں گے تو پھر اس کی نحوست تو ہوگی ،پھر گھروں کے اندر نفرتیں تو ہوں گی ،پھر بیماریوں نے ڈیرے تو ڈالنے ہیں،پھر مصائب نے تو آکر گھیرنا ہے پھر بندش تو ہونی ہے،پھر اِدھر اُدھر کے لوگوں نے ستانا ہے اس لئے کہ گھر کے اندر اللہ کا حکم جو ٹوٹ رہا ہے اور حکم بھی وہ جو ایمان کے بعد سب سے بڑا حکم ہے،سب سے اعلیٰ حکم ہے۔

میں عرض کررہا ہوں آج ہمارے اندر سے نماز کی اہمیت نکل چکی ہے۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ باقی سب ٹھیک ہے بس کبھی کبھی نماز رہ جاتی ہے۔اتنی آسانی سے جملہ کہہ دیتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے۔میں عرض کررہا ہوں جب مسلمانوں کا معاشرہ تھا تو کسی مسلمان کو ہمت نہیں ہوتی تھی کہ نماز چھوڑ دے،اسے شرم آتی تھی،حیا آتی تھی۔

تو میرے دوستو! خود بھی نماز کی پابندی کریں اور اپنی اولاد کو بھی اس کا عادی بنائیں،ان کی نمازوں کا خیال کریں تاکہ ان کی زندگی بچپن ہی سے ایمان اور اسلام والی نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔
(آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.



دورِ حاضر کے فتنے

موجودہ دور میں ہر شخص کسی نہ کسی آزمائش یا فتنے میں مبتلا ہے۔
کوئی اولاد کی آزمائش میں ہے،کوئی مال و دولت کے فتنے میں ہے، کوئی عورت کے فتنے سے متاثر ہو کر اپنا ایمان خطرے میں ڈال رہا ہے،کوئی روشن خیالی اور اہلِ کفر کی مادی ترقی سے مرعوب ہو کر اپنا دینی سرمایہ ضائع کررہا ہے اور کوئی شہوت پرستی میں پڑ کر اپنی اسلامی زندگی گنوا رہا ہے۔
ان تمام آزمائشوں اور فتنوں سے نجات کے لئے پیارے رسول ﷺ کی پیاری شریعت ہماری بہترین رہنمائی کرتی ہے۔
فتنوں کے موضوع پر ہونے والے مولانا عبدالستار صاحب مدظلہم کے بیانات کو کتابی شکل میں پڑھنے کے لئے آج ہی اس کتاب کا مطالعہ فرمائیے اور آزمائشوں اور فتنوں سے نجات کی راہ اپنائیے۔

ناشر: مکتبہ فہمِ دین، ڈیفنس فیز ۴
فون: 021- 4255122
www.fahmedeen.org